Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 30, 2024

The Preservation of the Qur'anic Text: An Exploratory Review of Oral Transmission and Scriptural Manuscripts

متن قرآن کی حفاظت: زبانی ترسیل اور کتابی نسخوں کا تحقیقی جائزہ

Dr Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, University of Lahore, Lahore.

Abstract

The preservation of the Qur'anic text holds immense significance in Islamic tradition, ensuring the authenticity and consistency of its message across generations. This study explores the historical and methodological aspects of the Qur'an's preservation, focusing on two primary means: oral transmission (*Hifẓ*) and written documentation (*Rasm*). Oral transmission (*Hifẓ*) has played a critical role in safeguarding the Qur'anic text since its revelation, with the Prophet Muhammad's Companions memorizing and transmitting the text accurately through rigorous methods. Alongside this, the compilation and standardization of the written Qur'anic manuscript under the Caliphs, particularly Uthman ibn-e Affan (R.A), marked a significant milestone in preserving the Qur'an. This article critically examines the processes of *Hifẓ* and *Rasm*, highlighting their complementary roles in maintaining the integrity of the Qur'an. By exploring historical accounts, scholarly debates, and the influence of early Islamic calligraphy on manuscript preservation, this study provides a comprehensive understanding of how both oral and written traditions contributed to the Qur'an's authenticity. Moreover, the research delves into the transmission chain, the role of Qur'anic reciters (qurrā'), and the impact of codification on the widespread accessibility of the text. Through this analysis, the study underscores the unparalleled accuracy of the Qur'an's preservation over time, which has ensured the uniformity of its recitation and script across diverse Islamic communities.

Keywords: Qur'anic preservation, oral transmission, ḥifẓ, scriptural manuscripts, rasm, Uthmanic codex, qurrā’, Islamic calligraphy, textual integrity, Islamic history.

تعارف:

قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کی گئی اور اس میں انسانوں کے لیے ہدایت کا مکمل سامان موجود ہے۔ یہ وہ کتاب ہے، جو آخری کتاب ہے اور تمام کتب کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے، تو کتاب تصدیق تب ہی کرے گی جب وہ محفوظ ہو، اور اس کا متن بھی ویسے ہی محفوظ ہو جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ حفاظتِ قرآن مجید کا اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی انتظام فرمایا ہے۔ اس سے قبل بھی کتب نازل ہوئیں، لیکن ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں لوگوں نے اپنی من مرضی سے تحریفات کرنا شروع کر دیں، مطالب و مفاہیم اپنے حساب سے لکھنا شروع کر دیے اور عوام کو کچھ بتاتے تھے جبکہ کتاب میں کچھ اور ہی درج ہوتا تھا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ پوری کتاب کا متن بھی تبدیل کرنا شروع کر دیا گیا۔ آج کی اس تحقیق میں ہم قرآن مجید کا جائزہ لیں گے کہ کیا اس کا متن ویسے ہی محفوظ ہے؟ اور اس کی حفاظت کے لیے کون کون سے ایسے کام کیے گئے جن سے آج بھی یہ متنِ قرآن ویسے ہی ہے، جیسے نازل ہوا تھا۔ اس ضمن میں سب سے قبل تو یہ کہ حفاظتِ قرآن مجید کا انتظام اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید ہی میں یوں فرمایا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (1)

”ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

گویا پہلا اقدام یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔ پھر یہ حفاظتِ قرآن تقریباً 1400 سال پر محیط ہے اور اس میں دو قسم کے طریقہ کار شامل ہیں، جن کا مختصر تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ تاریخی طریقہ:

قرآن مجید کو اگر تاریخی پہلو سے دیکھا جائے تو اس کے بنیادی طور پر تین طریقہ کار سامنے آتے ہیں:

i۔ حفظ:

قرآن مجید کی حفاظت میں حفظ کا طریقہ کار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چونکہ عرب میں رہنے والے لوگوں کو اپنے حافظے پر بہت اعتماد تھا اور تاریخ بھی اس کی شاہد ہے کہ وہ لوگ عربی میں طویل قصیدہ جات اور اشعار ایک ہی بار میں سن کر حفظ کر لیا کرتے تھے۔ لہٰذا سب سے پہلا تاریخی پہلو جو ہمیں ملتا ہے، وہ ”حافظہ“ یعنی حفظِ قرآن ہے، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب ﷺ سے فرمایا:

ومنزل علیک کتابالا یغسلہ الماء۔(2)

''میں آپ پر ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جس کو پانی نہیں دھو سکے گا۔''

ii۔ تحریری ریکارڈ:

یہ دوسرا طریقہ کار بھی عربوں کے ہاں مشہور تھا۔ اگرچہ یہ طریقہ کار حافظہ کی مانند تو مشہور نہ تھا مگر قرآن مجید کو ابتدائی طور پر لکھنے کا طریقہ کار استعمال کیا گیا جس کے تاریخی شواہد بھی موجود ہیں۔'' کاتب وحی ''وہ لوگ کہلائے جنہوں نے نہ صرف قرآن مجید کو لکھا بلکہ وہ پہلے سے ہی لکھنے کے کام میں مشہور تھے۔ انہی لوگوں کو جمع کر کے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں ان کا کام قرآن مجید کو لکھنا تھا۔ جناب رسالت مآب ﷺ کے دور میں مکمل قرآن مجید لکھا جا چکا تھا لیکن اس طرح جلد سازی میں موجود نہ تھا جس طرح آج ہے:

قد کان القرآن کلہ مکتوبا فی عہدہ لکن غیر مجموع فی موضع واحد۔(3)

''پورا قرآن مجید رسول اللہ (ﷺ) کے زمانہ میں لکھا ہوا تھا، لیکن ایک جگہ جمع نہ تھا۔''

جیسے ہی کوئی آیت نازل ہوتی تو نبی کریم علیہ السلام اُسے لکھنے کا حکم فرماتے، اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ حفظ کا بھی معاملہ چل رہا تھا۔ چونکہ عربوں کے حافظے غیر معمولی تھے:

فکان اذا نزل علیہ الشئی دعا بعض من کان یکتب فیقول: ضعوا ھذا فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا۔(4)

''نبی کریم علیہ السلام پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو بلا تاخیر جو لکھنا جانتے، تھے ان میں سے کسی کو بلاتے اور ارشاد فرماتے: اس آیت کو فلاں جگہ لکھ دو۔''

iii۔ تالیف:

قرآن مجید کی حفاظت کے حوالے سے تیسرا اقدام جو کیا گیا وہ باقاعدہ اس کی تالیف کا مرحلہ تھا، جس کو سرانجام دینے کے لیے خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مدد سے قرآن مجید کو نہ صرف جمع فرمایا بلکہ دو گتوں کے درمیان محفوظ فرما دیا، جسے ''مصحف'' کا نام دیا گیا۔(5) اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ایسے کسی صحابی سے آیت نہیں لی، بلکہ اس پر بھی دو گواہان کا مطالبہ کرتے۔

جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

و کان لا یقبل من احد شیء حتی یشھد شاھدان (6)

''اور کسی سے بھی اس وقت آیت قبول نہ کی جاتی جب تک اس پر دو گواہ، گواہی نہ دے دیتے۔''

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

Iv۔ کتابت کا سامان:

اگرچہ کتابت کا سامان اس طرح تو مشہور یا پھر ایک طرز کا نہیں تھا لیکن جو میسر ہوتا، اسے ہی زیر استعمال لایا جاتا۔ اس پر "التبیان فی علوم القرآن" اور "جمع تدوین قرآن" میں بہت تفصیل سے موجود ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"1۔ زیادہ تر پتھروں کی چوڑی سلیٹ کا استعمال کیا جاتا تھا جن کو "لخاف" بھی کہا جاتا ہے۔

2۔ اُونٹوں کے شانے کی ہڈی جسے "کتف" کہا جاتا ہے، ان ہڈیوں کو باقاعدہ تراش کر گول کیا جاتا تھا یا پھر سلیٹ کی شکل میں تیار کیا جاتا تھا۔

3۔ عربوں میں تحریر کے لیے چونکہ چمڑے کا بھی استعمال رہا ہے، تو تحریر کے لیے باریک پارچوں "رقاع" پر بھی قرآن لکھا جاتا رہا ہے۔

4۔ بانس کے ٹکڑوں پر بھی آیات کو لکھا جاتا رہا ہے۔

5۔ درخت کے چوڑے پتے بھی کتابت کے سامان میں شامل رہے ہیں۔

6۔ کھجور کی شاخوں کی چوڑی جڑوں کو جنہیں "عسیب" بھی کہا جاتا ہے، زیر استعمال رہیں۔

7۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کو کاغذ پر بھی لکھا گیا ہے۔"(7)

"نسخۂ صدیقؓ" کی خصوصیات:

چونکہ نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک میں ہر صحابی قرآن مجید کو تحریر کرتا تھا، لیکن جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کی جمع وتدوین کی، تو اُس نسخے کو سرکاری حیثیت حاصل ہوئی اور تمام صحابہؓ اُس نسخے کو "اُم" کے نام سے جاننے لگے، جس کی درج ذیل خصوصیات تھیں:

1۔ یہ نسخہ ویسے ہی لکھا گیا جیسے نبی کریم علیہ السلام نے جمع فرمایا، مگر اس میں سورتوں کا انتظام کیا گیا۔(8)

2۔ اس میں دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ساتوں حروف جمع تھے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔(9)

3۔ اس نسخے کی کتابت "خط حیری" میں تھی۔(10)

4۔ چوتھے نمبر پر اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسا نسخہ تیار کیا جائے جو "اجماعی تصدیق" سے تیار ہو جائے، جس میں زیادہ سے زیادہ صحابہ شامل ہوں اور اگر رجوع کی ضرورت محسوس ہو تو ایک ایسا نسخہ موجود ہو جو ماسٹر کاپی کے بطور استعمال ہو۔(11)

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

2۔ عملی طریقہ:

قرآن مجید محض تاریخی طریقہ کار سے محفوظ نہیں ہوا، بلکہ اس میں عملی تواتر کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے، جس میں چند ایک طریقہ کار درج ذیل ہیں:

i۔ تلاوتِ قرآن:

قرآن مجید کی حفاظت میں عملی طریقہٗ کار میں پہلا طریقہ یہ تھا کہ اس کی تلاوت نماز میں کی جاتی تھی۔ گویا جیسے ہی کوئی سورت یا آیت نازل ہوتی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی تلاوت نماز میں کیا کرتے تھے۔ خود رسالت مآب ﷺ اس کی نہ صرف تلاوت فرماتے بلکہ صحابہ کرامؓ بھی اس آیت یا سورت کو زبانی یاد کر لیتے اور نماز میں تلاوت کرتے۔

ii۔ تواتر:

قرآن مجید کی منتقلی نسل در نسل اور سینہ بہ سینہ تواتر کے ساتھ ہوئی ہے، رسالت مآب ﷺ کے بعد کوئی بھی دَور ایسا نہیں گزرا کہ جس میں قرآن کی منتقلی دوسری نسل میں محض چند لوگوں نے کی ہو، بلکہ قرآن ہم تک مکمل تواتر کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت نے دوسری جماعت تک پہنچایا اور اس طرح آج 1400 سال بعد یہ ہم تک اسی تواتر سے پہنچا ہے، جس تواتر سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تابعین کی جماعت تک پہنچایا تھا۔ اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ پوری دنیا میں جتنے بھی نسخے ہیں وہ **الحمد** سے شروع ہوتے ہیں اور **والناس** پر ختم ہوتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی ملک ہو، چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا، کوئی جزیرہ ہو یا کوئی شہر، جہاں بھی قرآن مجید کا نسخہ موجود ہے، وہ متن کے حوالے سے ویسا ہی ہو گا جیسا کسی چھوٹے شہر یا جزیرہ میں موجود ہے۔

iii۔ مصحف:

قرآن مجید کے پہلے مصحف کی تیاری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دَور میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے زیرِ نگرانی ہوئی اور اس کی تصدیق کے لیے ہر آیت پر دو صحابی بطور گواہ پیش کیے جاتے رہے۔ یعنی ایسا کسی ایک آیت پر بھی نہیں ہوا کہ محض کسی ایک صحابی نے کہا ہو، اور اس آیت کو ضبطِ تحریر میں لا دیا گیا ہو، بلکہ صحابہ کرامؓ کی ایسی پوری جماعت موجود ہوتی، جن کے سامنے قرآن مجید کا نزول ہوا ہو۔

iv۔ علمی تصدیق:

قرآنِ مجید کی جب بھی نقل کی گئی، مکمل احتیاط کے ساتھ کی گئی۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی سات نقول تیار کروا کر مختلف علاقوں میں ارسال کیں، تب بھی اس کی تصدیق مکمل احتیاط سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ کسی بھی پبلیشر نے جب بھی قرآن مجید کی اشاعت کرنی ہو تو

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

پوری ایک جماعت علماء، حفاظ، اور قرآء کی بیٹھ کر اس کی تصدیق کرتی ہے، جس میں کسی بھی قسم کی شد، مد، زیر یا زبر تک کی بھی کسی غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔

v۔ کتابتِ متن:

قرآن مجید کا اصل متن عربی میں ہے۔ چونکہ یہ نازل ہوا، یعنی جیسے پہلی کتب نازل ہوئیں، لیکن قرآن کی نوعیت ان سے مختلف ہے۔ "تورات" تختیوں کی صورت میں نازل ہوئی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو "انجیل" نازل ہوئی، وہ دل پر نازل ہوئی۔ لیکن قرآن مجید الفاظ کی صورت میں حضرت رسالت مآب ﷺ پر نازل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ ان نازل شدہ الفاظ کو جسے "وحی" کہا جاتا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو املاء کروا دیتے اور املاء لکھنے والے صحابی کو "کاتبِ وحی" کہا جاتا تھا۔ مزید صحابہ اسی سے اپنی اپنی نقل تیار کرتے، جس طرح بہت سے صحابہ کرامؓ کے اپنے اپنے نسخے موجود تھے جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ شامل تھے۔ نبی کریم علیہ السلام کے دورِ مبارک ہی میں قرآن مجید مکمل لکھا جا چکا تھا مگر اس کی نوعیت منتشر تھی۔ گویا کسی کے پاس 10 سورتیں تحریر تھیں تو کسی کے پاس اس سے زیادہ، مگر لکھا تمام کا تمام قرآن جا چکا تھا۔ یہ کتابت متن کا پہلا مرحلہ تھا، اس کے بعد دوسرے مرحلے میں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کام کو سرانجام دیا، پھر حضرت عثمانؓ نے آخری مرتبہ اس کی کتابت کا کام کیا۔

vi۔ کاتبینِ قرآن:

قرآن مجید کا نزول ترتیب سے ہوا اور متن کے ساتھ ہوا، تو اس کلام اللہ کی حفاظت کے لیے سب سے پہلا مرحلہ جو سرکاری طور پر ترتیب دیا گیا وہ اس کی "کتابت" کا تھا، تاکہ قرآن مجید ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے سرکارِ دو عالم ﷺ نے سرکاری طور پر چند لوگوں کی کمیٹی تشکیل دی۔ اگرچہ لکھنے کے لیے بہت سے لوگ تھے، اس میں مؤرخین میں اختلاف ہے، مؤرخ یعقوبی نے 13 کاتبین کا ذکر کیا ہے جبکہ مسعودی نے 16 کاتبین کا ذکر کیا ہے۔ عمر بن شعبہ نے 23 کاتبین کا ذکر کیا ہے، علامہ عراقی نے 42 کاتبین کا ذکر کیا ہے، ابن حریرہ انصاری نے 44 کاتبین کا ذکر کیا ہے، ابن عبد ربہ الاندلسی نے 10 کاتبین کا ذکر کیا ہے، علامہ حلبی نے 26 کا ذکر کیا ہے، علامہ جهشیاری نے 14 کاتبین کا ذکر کیا ہے، جبکہ ڈاکٹر مصطفی الاعظمی نے 61 کاتبین کا ذکر کیا ہے۔

چند مخصوص ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے جو ہمہ وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور جو کتابتِ قرآن کا کام سرانجام دیتے تھے، ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

vii۔ سبعہ احراف:

قرآن مجید سات قراء توں پر نازل کیا گیا ہے۔ خود رسالت مآب ﷺ، صحابہ کرامؓ کو قراءت کے مطابق قرآن سکھایا کرتے تھے، اس لیے ہر صحابیؓ نے اپنے شاگردوں یعنی تابعین کو انہیں قراءت پر قرآن مجید سکھایا، اسی انداز میں قرآن پہنچایا جس طرح حضور اکرم ﷺ نے صحابہ تک پہنچایا تھا۔ تاریخ میں اور کتب احادیث میں سورۃ الفرقان سے متعلق جناب عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ہشام بن حکم کے مابین اختلاف ہو گیا، جس پر یہ معاملہ جناب رسالت مآب ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن سات احراف پر نازل ہوا ہے، تم جس میں چاہو پڑھ لیا کرو۔"

اس روایت کو علامہ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں بھی نقل کیا ہے۔(12)

تدریس قرآن حکیم کے اسلوب:

دین اور علم دو ایسی چیزیں ہیں جن کا باہم تعلق روزِ اوّل سے ہے۔ گویا اسلام کی پوری تاریخ کا مطالعہ کریں تو کوئی دَور ایسا نہیں ملتا جو علم سے خالی رہا ہو اور کوئی دَور ایسا نہیں جہاں روایتی و غیر روایتی دینی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے مسلمان کوشاں نہ رہے ہوں۔ وہ چاہے رسالت مآب ﷺ کے دَورِ مبارک میں وہ چبوترہ ہو جہاں صحابہ کرامؓ دین کی درس وتدریس فرماتے تھے، یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دَور ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوفہ کا دَور ہو یا وہ بنو عباس کا دَور ہو، یہ تمام وہ ادوار ہیں جہاں دین اسلام کی اشاعت کے لیے ہمہ وقت درس وتدریس کی سعی جمیلہ ہوتی رہی۔

تدریس کا روایتی مرحلہ:

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ تدریس کا پہلا مرحلہ رسالت مآب ﷺ سے شروع ہوتا ہے، گویا اسلام کے سب سے پہلے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

مدرس داعی حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے، اور تدریس کے لیے جگہ کا جو انتخاب ہوا، وہ مسجد نبویؐ تھا، اور یہی وہ سلسلہ تھا جو آگے چل کر اسی طرح مساجد میں بھی قائم رہا۔ قرآن کی تدریس اور دیگر علوم کی تدریس مساجد میں ہوتی رہی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ درس گاہیں مساجد سے ملحقہ ایک "درسگاہ" کی شکل اختیار کرتی چلی گئیں۔ گویا مسجد کے ساتھ ایک "درسگاہ" کا ہونا لازم ہوتا گیا جہاں قرآن مجید کی تدریس و تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر باقاعدہ جامعات کی شکل میں یہ تمام معاملات منتقل ہوگئے۔ تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کریں تو مشہور سلطنت سلجوقی کے وزیر نظام الملک الطوسی کے زمانے سے قبل بغداد میں مشہور زمانہ "مدرسہ نظامیہ" قائم تھا اور بعد ازاں اس نام سے بلادِ اسلامیہ میں قائم شدہ مدارس میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس دَور میں مدارس کو باقاعدہ ایک حیثیت حاصل ہوئی جہاں پر مکمل نصاب لاگو کیا گیا اور ماہر اساتذہ کی خدمات لی جاتی رہیں جنہیں معقول معاوضہ بھی دیا جاتا تھا۔ یہی وہ دَور ہے جب تصنیف و تالیف کا کام عروج پر تھا۔

ان مدارس کی دیکھ بھال، قیام اور اساتذہ کا تقرر وغیرہ، یہ تمام کام حکمرانوں کے فرائض میں شامل تھا جو اپنی ان ذمہ داریوں پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ چونکہ قرآن مجید کو تمام کتب و علوم پر ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، اس لیے یہ حکمران ہر دَور میں ان مدارس میں سب سے پہلے ناظرہ کا اہتمام کرواتے، پھر حفظ کی کلاس کی درجہ بندی، اور بعد ازاں تفسیر و تدریس کی طرف طلباء کو مائل کیا جاتا تھا، جن میں عربی کتب، لغت، بلاغت، صرف و نحو وغیرہ شامل رہیں۔

درس و تدریس اور نصاب سازی کے اصول:

اسلام کے ابتدائی دَور میں مسلم معاشرے میں کوئی خاص نصاب اس طرح تو شامل نہ تھا، جس طرح آج ہے، لیکن ابتدائی طور پر بچوں اور بچیوں کو اخلاقیات، بنیادی احکام، قرآن مجید اور دیگر ضروری مسائل کی تعلیم دی جاتی اور یہی نصاب کا حصہ رہا، جبکہ مدارس میں طلباء کو قرآن مجید اور عربی زبان کے ساتھ ساتھ لغت اور صرف و نحو کی تعلیم بھی دی جاتی رہی۔

جب یونان کا فلسفہ آیا تو امام غزالیؒ (المتوفی 505ھ) نے نصاب میں فلسفہ کو بھی شامل کیا تاکہ کوئی مسلمان کسی فلسفی انگریز کے فلسفے کا شکار نہ ہو جائے۔ لیکن ایسا نہیں کہ اس تدریسی نصاب میں محض قرآن حکیم کی تعلیم اور فلسفے سے بچنے کی تعلیم دی جاتی تھی بلکہ سائنس، جدید علوم اور دیگر عصری علوم پر بھی زور دیا جاتا رہا۔

مطالعہ قرآن کے نصاب میں ردّ و بدل کی تاریخ:

برصغیر میں، خصوصاً پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش وغیرہ میں جو نصاب تدریس کے لیے پڑھایا جاتا ہے وہ مُلّا نظام الدین سہالویؒ (المتوفی 1747ء) کا ترتیب دیا ہوا نصاب ہے جسے "درس نظامی" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ مختلف مدارس میں ایک آدھی کتاب کی کمی بیشی ہے لیکن زیادہ تر وہی نصاب چل رہا ہے جو پچھلے 300 سال سے ملا نظام الدین سہالویؒ نے ترتیب دیا تھا۔

ندوۃ العلماء، لکھنؤ 1898ء:

بر صغیر میں اس ادارے کا اصل مقصد نصاب کی اصلاح کرنا تھا۔اسی لیے اس ادارے نے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ عربی کی تدریس کا بھی آغاز کیا اور بے بہا خدمات سرانجام دیں۔ یہاں تک کہ یہاں سے فارغ التحصیل طلباء نے عربی زبان میں گراں قدر تحریری اور تقریری خدمات سرانجام دیں اور بیرون ممالک میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔1940ء میں "ندوۃ العلماء" میں عربی زبان کے حوالے سے بہت سی کوششوں کا آغاز ہوا۔

قدیم مصاحف:

قرآن مجید کے بہت سے قدیم نسخے آج بھی اس دنیا میں مختلف ممالک میں موجود ہیں جن کی فہرست حافظ محمد زبیر تیمی نے پیش کی، لکھتے ہیں: "محققین کی تحقیق کے مطابق اگر دیکھا جائے تو پوری دنیا کی لائبریریوں میں اس وقت تقریباً 96 انتہائی قدیم اور نادر مصاحف موجود ہیں جن کی تاریخ دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام نسخوں کا تعلق پانچویں صدی ہجری سے ہے۔ تحقیق کے مطابق 18 نسخے عراق میں، 16 ترکیہ میں، 14 مصر میں، تیونس 8، برطانیہ میں 8، ایران میں 6، افغانستان میں 5، روس میں 4، اور ہندوستان میں 4، سعودی عرب، پاکستان اور یمن کی لائبریریز میں ایک ایک نسخہ موجود ہے۔"(13)

ترکیہ میں موجود مصاحف:

استنبول کے شہر "توپ کاپی میوزیم" میں ایک ایسا نسخہ موجود ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تو نہیں لکھا ہوا، ہاں! مگر اس کی املاء پر لکھا گیا ہے، جن صحابہؓ نے نبی کریم علیہ السلام سے املاء لی تھی۔ یہ نسخہ "خط کوفی" میں لکھا گیا ہے، اس لیے کہ پہلے "خط کوفی" ہی متعارف تھا۔اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتابت کا ایک نسخہ بھی "توپ کاپی میوزیم" میں موجود ہے، جس کا نمبر: 36E.H.29 ہے اور اس کے صفحات کی کل تعداد تقریباً 147 ہے۔(14)

اسی طرح ایک نسخہ مزید موجود ہے جس کی کتابت عقبہ بن عامرؓ کے نام منسوب ہے۔یہ 56ھ میں لکھا گیا اور اس کا نمبر 40 ہے۔ایک نسخہ جس کا نمبر 39 ہے، یہ امام جعفر بن محمد بن زین العابدینؒ سے موسوم ہے، اس کے صفحات کی تعداد 162 ہے اور یہ مکمل نہیں بلکہ نامکمل ہے۔استنبول کا ایک میوزیم جو "آثارِ اسلامیہ میوزیم" کے نام سے مشہور ہے، اس میں ایک نسخہ موجود ہے جس کا نمبر 457 ہے اور اس میں چند اوراق غائب ہیں، اس نسخے سے متعلق ڈاکٹر صلاح الدین المنجد جنہیں قدیم نسخوں کا ماہر کہا جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ پہلی صدی ہجری کے آخر میں لکھا گیا تھا۔

اسی طرح استنبول کی جامع لائبریری میں ابن بواب بغدادی (المتوفی 413ھ) کے خط سے لکھا ہوا ایک نسخہ موجود ہے جس کا نمبر 449 ہے، اسی لائبریری میں ایک نسخہ موجود ہے جو کہ خط کوفی میں لکھا گیا ہے اور یہ نسخہ 361ھ میں لکھا گیا، جس کا نمبر

A6778ہے۔

برطانیہ میں مصاحف:

قرآن مجید کے قدیم نسخوں کی ایک بڑی تعداد برطانیہ برمنگھم میں بھی موجود ہے۔ان کا تعلق دوسری صدی ہجری سے ہے۔اس میں ایک نسخہ موجود ہے جس کے صفحات کی تعداد 39 ہے اور یہ ایک نامکمل نسخہ ہے،اس کا نمبر 1563 ہے۔اس طرح دوسری صدی ہجری کا ایک نسخہ چمڑے پر لکھا ہوا ہے،اس کے صفحات کی تعداد 9 ہے اور اس کا نمبر 1572 ہے، یہ بھی نا مکمل ہے۔ایک نسخہ "پرنسٹن یونیورسٹی" میں موجود ہے جس کا تعلق پانچویں صدی ہجری سے ہے،اس کا نمبر 1156 اور اس کے صفحات کی تعداد 206 ہے۔ برطانیہ کی لائبریری کا سب سے قدیم نسخہ جس کے صفحات کی تعداد 112 ہے اور یہ بنواُمیہ کے دورِ خلافت کا نسخہ ہے۔ایک نسخہ سعد بن محمد بن اسعد کرخی کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے جو کہ 402ھ کا نسخہ ہے۔ایک نسخہ 427ھ کا بھی موجود ہے۔(15)

عراق میں مصاحف:

عراق میں "جامع لائبریری بغداد" میں ایک نسخہ موجود ہے جس کے اوراق کی تعداد تقریباً 30 ہے اور یہ بھی ایک نامکمل نسخہ ہے۔اسی طرح ایک نسخہ کربلا میں موجود ہے جو چمڑے پر خط کوفی میں درج ہے۔یہ نسخہ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔اسی طرح "الحضرۃ العباسیہ" میں کئی نسخے موجود ہیں۔

تیونس میں مصاحف:

تیونس کی لائبریری "الوطنیۃ" میں ایک نسخہ جو کہ 295ھ کا لکھا ہوا ہے، موجود ہے اور اسی لائبریری میں معزبن بادیس (المتوفی:494ھ) کا ایک نسخہ موجود ہے، جو خط کوفی میں ہے۔یہیں پر ایک اور نسخہ موجود ہے جو تیسری صدی ہجری کا ہے۔

آئرلینڈ میں مصاحف:

آئرلینڈ کی ایک لائبریری "تشتر بیتی ڈبلن" میں تیسری صدی ہجری کا ایک نسخہ موجود ہے جس کے صفحات 9 ہیں اور ایک نسخہ 286 اوراق پر موجود ہے جبکہ اس کے کاتب بواب بغدادی (المتوفی: 391ھ) ہیں،اس کا نمبر K.16 ہے۔ایک اور نسخہ 426ھ کا موجود ہے۔(16)

ہندوستان میں مصاحف:

ہندوستان میں ایک نسخہ "رضا لائبریری" میں موجود ہے جس کے صفحات 342 ہیں اور اس کی نسبت حضرت علی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب ہے۔ایک نسخہ جس کی کتابت حضرت امام جعفرؒ کی جانب منسوب ہے،اس کے صفحات کی تعداد147 ہے۔ایک نسخہ جواوراق215پر مشتمل ہے،اس کی کتابت محمد بن علی بن حسن(المتوفی:910ھ)کی جانب منسوب ہے۔

ایرانی نسخہ جات:

ایک قدیم نسخہ جو کہ ''فخر الدین نصیری لائبریری''میں موجود ہے،اس کی نسبت محمد بن الحسین(المتوفی:301ھ)کی جانب منسوب ہے اور''مکتبہ استان قدس''میں 41 صفحات پر مشتمل ایک نسخہ ہے جس کی نسبت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے، موجود ہے۔ڈاکٹر المنجد کے بقول؛یہ دوسری صدی کا ہے۔اس کا نمبر14 ہے۔ایک اور نسخہ جس کا نمبر12 ہے،وہ بھی موجود ہے۔ایک اور نسخہ جس کا نمبر15 ہے،یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے۔ایک نسخہ ''روضہ حیدریہ''پر موجود ہے جس کے اوراق124ہیں،یہ بھی حضرت علیؓ کی جانب منسوب ہے،ایک اور نسخہ محمد بن الحیسنی کی جانب منسوب ہے جو کہ 301ھ میں لکھا گیا۔

خلاصہ ٔ کلام:

قرآن مجید کے متن کی حفاظت سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اس دَور میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کے حافظے اس قدر قوی تھے کہ آج کے دَور میں اس کی مثال ملنا دشوار ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ تمام سہولیات فراہم کر رکھی تھیں کہ حفاظت قرآن میں انہیں کسی قسم کی کوئی دِقّت محسوس نہیں ہوئی۔حفاظتِ قرآن،اسلام اور تاریخ اسلام کا ایک اہم باب ہے، جس میں حفاظت قرآن کی صحت اور اس کی درستگی کو برقرار رکھنے کے لیے غیر معمولی اقدامات کیے گئے۔اس آرٹیکل میں ان طریقہ کار کو بیان کیا گیا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید ہر دور میں،ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہا۔اب چاہے وہ کتابت کا معاملہ ہو،تحریر کا معاملہ ہو یا حفظ کا معاملہ ہو،ہر دور میں قرآن محفوظ رہا ہے۔

حوالہ جات

1۔قرآن،سورہ الحجر9:15

2۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم،مکتبہ دار الکتب بیروت، جلد9،ص51

3۔Sayyid, Sadiq Hussain, *Collection and Editing of the Qur'an*, Series of Darul Munsafin, no. 119. Azamgarh, UP: Darul Munsafin, Shibli Academy, July, 2014

4۔تدوین القرآن،ص44

5۔احمد،اشتیاق،ماہنامہ ''دار العلوم، مضمون:''تدوین قرآن مجید؛ایک تحقیقی جائزہ، جلد95، شمارہ7،(شعبان1432ھ،جولائی2011)

6۔ سیوطی، جلال الدینؒ، الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتب بیروت، ج1، ص77

7۔ العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار الکتب بیروت، ج9، ص17

8۔ Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *Sahih Bukhari*. Book of Virtues of the Qur'an, Chapter: *Katib-ul-Nabi* (PBUH), Hadith No. 4989. Accessed October 6, 2024: https://islamicurdubooks.com/.

9۔ زرقانی، عبدالعلیم، محمد، مناہل العرفان فی علوم القرآن، ترجمہ؛ محسن ارمن، علومِ انسانیہ و مطالعہ فرہنگ پبلشرز،

10۔ صارم، عبدالصمد، قاضی، عرض الانوار المعروف بہ تاریخ القرآن، میر محمد کتب خانہ کراچی، ص43

11۔ عثمانی، تقی، مفتی، علوم القرآن، مکتبہ دار العلوم کراچی، ص186

12۔ Barbari, Muhammad Bilal. "What Are the Seven Modes of Recitation?" *Binaat*, Muharram 1436 AH.

13۔ تمیمی، زبیر، محمد، قدیم مصاحفِ قرآنیہ؛ ایک تحلیلی مطالعہ، 30مئی 2012،
https://forum.mohaddis.com/ (تاریخ رسائی: 28ستمبر 2024)

14۔ المازنی، عبدالرحمن بن سلیمان، ڈاکٹر، المصاحف المخطوطه فی القرآن، الھادی اشعر الھجری بہ مکتبہ المشاف الشریف، فی مکتبہ المالک عبدالعزیز، مکتبہ الشاملہ

15۔ Muhammad Al-Masih. *Al-Qur'an Manuscripts: Introduction to Al-Darasa Al-Mukhusat Al-Qadimah*. First edition. Canada: waterLifePublications, 2017.

16۔ Salim, Abdul Aziz, and Dr. Sahr Al-Sayyad. "*Azwa Ala Mushaf e Usman Wa Rehlata Ho Sharqan Wa Garban*." Accessed September 29, 2024. Retrieved December 10, 2010. http://elislam.8k.com/Tagweed/ketab7/T7.HTM.